اسلام میں سنّتِ نبویؐ کا مقام

علامہ مرتضیٰ عسکری[1]
مترجم سید حسنین عباس گردیزی

کلیدی کلمات: سنّتِ نبویؐ، مذہبِ اہل بیتؑ، اصل، بصائر الدرجات، الجامعہ، کتاب علیؑ۔

خلاصہ

اہل بیتؑ کے پیروکار اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''جو کچھ تمہیں رسولؐ دے دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رُک جاؤ'' کی روشنی میں اسلامی احکام اللہ کی کتاب کے بعد رسول اللہؐ کی سنت سے حاصل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امامیہ فقہا نے ہمیشہ احکام کے استنباط میں قرآن کے بعد سنتِ رسولؐ کی طرف رجوع کیا ہے اور حدیث کی چار کتب الکافی، من لایحضرہ الفقیہ، الاستبصار اور التہذیب کو اپنا مرجع قرار دیا ہے۔ ان کتب کے مؤلفین نے احکام کو ''اصول'' سے اخذ کیا ہے۔ اصطلاح میں ''اصل'' سے مراد وہ تألیف ہے جس کی احادیث کو اس کے مؤلف نے براہ راست اہل بیتؑ سے لیا ہو یا ایسے شخص سے نقل کیا ہو جس نے براہ راست امام معصوم سے روایت بیان کی ہو۔
اس سلسلے میں ائمہؑ سے منقول کئی روایات کے مطابق پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو دیگر ائمہؑ کے لئے حدیث تحریر کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی علیہ السلام کی اس کتاب کو "الجامعہ" کہا جاتا ہے۔ اس کتاب کی املاء خود رسول اکرم ﷺ نے کروائی۔ کئی روایات میں ائمہ ہدیٰؑ کا "الجامعہ" کی طرف رجوع کرنا ذکر ہوا ہے۔ اصحابِ ائمہ میں سے بھی چند ایک نے "کتاب علیؑ" کو دیکھا ہے۔ پس کتب اربعہ کے مؤلفین نے ان کتب کو جن اصول سے لیا ہے ان کے مدوّن کرنے والوں نے ان احادیث کو ائمہ اہل بیتؑ سے اور ائمہ اہل بیتؑ نے انہیں خود نبی اکرم ﷺ سے لیا ہے جس سے اسلام میں سنّتِ نبوی کی اساسی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔

مقدمہ

مذہب اہل بیتؑ کے پیروکار (شیعہ امامیہ) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا'' (1) کی روشنی میں اسلامی احکامات (خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا فقہ سے) اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سنت سے حاصل کرتے ہیں۔ اس بات کی واضح ترین دلیل یہ ہے کہ امامیہ فقہا نے چوتھی صدی ہجری سے استنباط احکام میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کیا ہے اور اس سلسلے میں حدیث کی چار کتب کافی، مؤلف شیخ کلینی (م: 329ہجری)، من لایحضرہ الفقیہ مؤلف شیخ صدوق (م: 381ہجری) استبصار اور تہذیب مؤلف شیخ طوسی (م: 460ہجری) کو اپنا مرجع قرار دیا ہے۔ ان کتب کے مؤلفین نے احکامات کو ''اصول'' سے اخذ کیا ہے۔ امامیہ محدثین کی اصطلاح میں ''اصل'' سے مراد وہ تألیف ہے، جس کی احادیث کو اس کے مؤلف نے براہ راست اہل بیت علیہم السلام سے لیا ہے یا اس سے نقل کیا ہے جس نے براہ راست امام معصوم سے بیان کیا ہے۔ (2)
ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے تصریح فرمائی ہے کہ وہ جو بھی حدیث بیان کرتے ہیں یا کوئی فتویٰ دیتے ہیں تو یہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور بیان ہوتے ہیں۔ امام صادق علیہ السلام سے جب ایک شخص نے مسئلہ پوچھا تو آپ نے اُسے اسی طرح کا جواب دیا۔ اس شخص نے پوچھا اگر ایسا ویسا ہو جائے تو اس بارے میں

1۔ عالم اسلام کے عظیم ایرانی محقق اور مایہ ناز مؤلف۔

آپؑ کی رائے کیا ہو گی؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: خاموش! میں جو بھی تمہیں جواب دیتا ہوں وہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور قول ہوتا ہے اس کے بارے میں کہ اُنھیں کیا کہنا چاہیے تھا، اس سے ہمیں سروکار نہیں ہے۔ (3)

بصائر الدرجات میں بیان ہوا ہے: "جب بھی میں تمہیں جواب دوں یہ رسول خدا ﷺ کی بات ہوتی ہے ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔" (4)

علامہ مجلسی کہتے ہیں: جب سوال کرنے والے نے امام علیہ السلام سے چاہا "کہ اپنے ظن اور اجتہاد سے اخذ شدہ اپنی رائے بیان کریں" تو امام علیہ السلام نے اس ظن سے منع فرمایا اور اس کے لئے واضح کر دیا۔ سید المرسلین کی طرف سے قطعی اور یقینی طور پر جو کچھ ان تک پہنچا ہے وہ اس سے ہٹ کر کچھ بیان نہیں کرتے۔ (5) نیز بصائر الدرجات میں سماعہ سے نقل ہوا کہ راوی نے کہا میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا: جو کچھ آپؑ نے بیان فرماتے ہیں کتاب خدا اور اس کے رسول کی سنت میں موجود ہے یا اپنی طرف سے کہتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا:

"جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ کتاب الٰہی اور سنت نبویؐ میں سے ہوتا ہے۔" (6)

انہوں نے اپنی سند سے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اگر ہم اپنی طرف سے یا اپنی خواہشات کے مطابق لوگوں کے لئے فتویٰ دیں تو ہم ہلاک ہونے والوں میں سے قرار پائیں گے، لیکن یہ بات تو رسول خدا ﷺ کا قول ہے۔ ہمارے پاس علم و دانش کا ایک سرچشمہ ہے، جسے ہم میں سے ہر ایک، یکے بعد دیگرے بطور ارث پاتا ہے، جس طرح لوگ اپنے سونے چاندی کو چھپا کر رکھتے ہیں ہم اسی طرح اس خزانے کی حفاظت کرتے ہیں۔" (7)

اس طرح کی روایت تین سندوں سے امام باقر علیہ السلام سے اس کتاب میں نقل ہوئی ہے۔ (8) مؤلف نے اپنی سند سے ابو جعفر باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"ہم اگر اپنی طرف سے بات کریں گے تو ہم بھی ان افراد کی طرح گمراہ ہو جائیں گے جو ہم سے پہلے گمراہ ہوئے ہیں، لیکن ہم اپنے ربّ کی جانب سے حجت اور دلیل کی بناء پر بات کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے لئے واضح کیا ہے اور پیغمبر اکرم ﷺ نے اُسے ہمارے لئے واضح اور روشن فرمایا ہے۔" (9)

دوسری روایت مؤلف نے اپنی سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"ہمارے ربّ کی طرف سے حجت اور دلیل ہے جسے اس نے اپنے رسول ﷺ کے لئے واضح کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے اُسے ہمارے لئے بیان کیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم بھی دیگر لوگوں کی طرح ہوتے۔"

تیسری روایت انہوں نے اپنی سند سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"اللہ کی قسم ہم اپنی خواہشات کے تابع ہو کر اپنی طرف سے کوئی چیز نقل نہیں کرتے ہم اپنے ربّ کی کہی ہوئی بات کے سوا کچھ بیان نہیں کرتے (یہ علوم) ایسا اصول ہیں، جسے ہم اپنے پاس ذخیرہ رکھتے ہیں جس طرح لوگ سونے چاندی کے خزانہ کی حفاظت کرتے ہیں۔" (10)

پس ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی احادیث اور اقوال کا سرچشمہ ان کے جد امجد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ گذشتہ احادیث میں ائمہ ہدی علیہم السلام نے بڑے واضح انداز میں کہا ہے کہ ہم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے، بلکہ ہم رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ بعض احادیث جن میں ائمہؑ نے اپنے اقوال کی نسبت اپنے جدِ امجد رسول اللہ ﷺ سے دی ہے، یہاں بیان کی جاتی ہیں:

بصائر الدرجات اور شیخ حر عاملی (م: 1104 ہجری) کی کتاب وسائل الشیعہ اور دیگر کتب میں پانچ سندوں سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"اِنّ اللہ علّم رسولہ الحلال والحرام والتأویل وعلّم رسول اللہ ﷺ علمہ کلّہ علیاً علیہ السلام"

یعنی: "اللہ تعالیٰ نے حلال و حرام اور تاویل و تفسیر کی اپنے رسول ﷺ کو تعلیم دی اور رسول اللہ ﷺ نے وہ تمام علوم علی علیہ السلام کو تعلیم فرمائے۔" (11)

ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اِن اللہ تعالیٰ علّم رسول اللہ ﷺ القرآن وعلّمہ اشیاء سوی ذلک علّم اللہ رسول فقد علّم رسولہ علیاً علیہ السلام"

یعنی: "اللہ تعالیٰ نے قرآن اور اس کے علاوہ کچھ علوم اپنے رسول ﷺ کو سکھائے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے رسول خدا ﷺ کو سکھایا اور تعلیم دیا وہ آنحضرت ﷺ نے علی علیہ السلام کو سکھا دیا۔" (12)

مذکورہ کتاب میں مؤلف نے اپنی سند سے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"کنت اذا سألت رسول اللہ ﷺ اجابنی وإن فنیت مسائلی ابتدأنی فما نزلت علیہ آیۃ فی لیل ولا نہار ولا سماء ولا أرض ولا دنیا ولا آخرۃ ولا جنۃ ولا نار ولا سھل ولا جبل ولا ضیاء ولا ظلمۃ اِلا أقرأنیھا وأملاھا علیّ وکتبتھا بیدی وعلّمنی تأویلھا وتفسیرھا ومحکمھا ومتشابھھا وخاصّھا وعامّھا وکیف نزلت وأین نزلت وفیمن أُنزلت اِلی یوم القیامۃ ودعا اللہ لی أن یعطینی فھماً وحفظاً فما نسیت آیۃ من کتاب اللہ ولا علی من أُنزلت اِلا أملاہ علیّ"

یعنی: "جب بھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا آپ ﷺ نے مجھے جواب دیا، اگر میرے سوالات ختم ہو جاتے تو آپ ﷺ خود مجھ سے باتیں بیان فرماتے۔ آنحضرت ﷺ پر دن اور رات میں، زمین و آسمان، دنیا و آخرت، بہشت اور دوزخ کے بارے میں کوئی بھی آیت جو صحرا یا پہاڑوں پر یا رات کی تاریکی یا دن کی روشنی میں نازل نہیں ہوئی مگر آنحضرت ﷺ نے اُسے مجھ پر قرائت کیا ہے اور مجھے لکھوایا ہے اور میں نے اپنے ہاتھوں سے اُسے لکھا ہے آپ ﷺ نے مجھے تأویل و تفسیر، محکم و متشابہ اور خاص و عام کی تعلیم دی اور مجھے بتایا کہ یہ آیت کب، کہاں، کیسے اور کس کے بارے میں قیامت تک کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اور میرے لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ وہ مجھے سمجھنے اور یاد رکھنے کی قوت عنایت فرمائے۔ اور میں قرآن کی کسی ایک آیت کو بھی نہیں بھولا اور کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اسے بھی یاد رکھا ہے، کیونکہ اسے رسول خدا ﷺ نے مجھے تحریر کروایا ہے۔" (13)

بصائر الدرجات میں ہی مذکور ہے کہ راوی نے زید بن علی سے نقل کیا ہے اور اُنھوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں کبھی آسودہ خاطر نہ ہوا اور نہ ہی رسول خدا ﷺ نے مجھ سے عہد و پیمان لیا مگر یہ کہ اس دن جبرئیل علیہ السلام نے جو حلال و حرام یا سنت یا امر اور نہی آپ ﷺ پر نازل کیا اُسے آنحضرت ﷺ سے سیکھ اور حاصل کر لیا اور میں نے جان لیا کہ کس چیز اور کس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں باہر نکلا تو معتزلہ سے میرا آمنا سامنا ہو گیا۔ اس بات کو میں نے ان کے سامنے بیان کیا انہوں نے کہا یہ بات بڑی عجیب و غریب ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ وہ ایک دوسرے سے جدا اور الگ ہوتے تھے (یعنی ایک سفر میں ہوتا تو دوسرا حضر میں) وہ کس طرح جان لیتے تھے؟ راوی بیان کرتا ہے میں دوبارہ زید کی خدمت میں گیا اور انہیں معتزلہ کی باتیں بتائیں۔ انہوں نے کہا: جن دنوں میں حضرت علی علیہ السلام باہر ہوتے اور آنحضرت ﷺ کے پاس موجود نہ ہوتے تو ان دنوں کو یاد رکھ لیا جاتا اور جب یہ دونوں ہستیاں آپس میں ملتیں تو رسول خدا ﷺ انہیں فرماتے: اے علیؑ! فلاں دن، فلاں آیت نازل ہوئی اور فلاں دن فلاں آیت اتری" اور اسی طرح آخری دن تک بیان فرما دیتے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے یہ جواب معتزلہ تک پہنچا دیا۔ (14) طبقات ابن سعد کی تین حدیثیں مذکورہ حدیث کی تائید کرتی ہیں جنہیں ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

1. محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ علی علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپؑ کس طرح رسول خدا ﷺ سے دیگر اصحاب سے زیادہ حدیثیں نقل کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: "جب بھی آنحضرت ﷺ سے پوچھتا تھا وہ مجھے آگاہ فرماتے تھے اور جب میں خاموش ہو جاتا تو وہ خود مجھے بتاتے تھے۔"

2. سلیمان احمسی نے اپنے والد سے بیان کیا ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا:
اللہ کی قسم ﷺ کوئی آیت بھی نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ میں نے جان لیا کہ کس چیز یا کس شخص کے بارے میں اور کہاں نازل ہوئی ہے۔
میرے پروردگار نے مجھے صاحب ادراک دِل اور رسا اور گویا زبان عطا کی ہے۔"

3. مصنف نے ابو طفیل سے نقل کیا ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا:
"اللہ کی کتاب کے بارے میں مجھ سے پوچھو اس لئے کہ قرآن کی کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جس کے بارے میں، میں نہ جانتا ہوں کہ رات میں اتری یا دن میں، صحرا میں نازل ہوئی یا پہاڑی علاقے میں۔" (15)

اسی طرح تین اور روایات جو سنن نسائی، ابن ماجہ اور مسند احمد میں منقول ہیں، ہماری بات کی تائید کرتی ہیں۔ یہ نسائی کے الفاظ ہیں:

1) عبداللہ نجی سے بیان ہوا ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے نزدیک میرا خاص مقام تھا کہ جو کسی اور شخص کو حاصل نہ تھا۔ میں ہر سحر گاہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور سلام عرض کرتا۔ السلام علیکم یا نبی اللہ ﷺ، اگر رسول خدا ﷺ تنحنح فرماتے (یعنی کھانستے) تو میں واپس اپنے گھر پلٹ آتا ورنہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔

2) علی علیہ السلام نے فرمایا: میں خاص اوقات میں رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا، میں جب بھی ان کی خدمت میں آتا ان سے اجازت طلب کرتا اگر آپ ﷺ نماز میں ہوتے تو "تنحنح" فرماتے۔ اگر نماز سے فارغ ہو چکے ہوتے تو مجھے داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرماتے۔

3) حضرت علی علیہ السلام کا ہی قول ہے میں دو اوقات میں حضور ﷺ کی خدمت میں مشرف ہوتا۔ ایک رات کے وقت اور ایک دن میں، اور جب بھی رات کو حاضری دیتا تو آپ ﷺ تنحنح فرماتے تھے۔ (16)

ایسی احادیث جو حضرت علی علیہ السلام کے رسول خدا ﷺ سے علوم دریافت کرنے کے بارے میں ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد ہم ایسی احادیث بیان کریں گے جو یہ دلالت کرتی ہیں کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام نے اپنے علوم کو اپنے باپ علی علیہ السلام سے حاصل کیا ہے یہ کام رسول خدا ﷺ کے حکم سے انجام پایا گیا۔

پیغمبر اکرمؐ کا حضرت علیؑ کو دیگر ائمہؑ کے لئے تحریر کرنے کا حکم

شیخ صدوق کی امالی، بصائر الدرجات اور ینابیع المودۃ میں مذکور ہے (البتہ حدیث کے الفاظ کتاب امالی سے ہیں) کہ احمد بن محمد بن علی۔۔۔ نے اپنے آباء طاہرین سے بیان کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے علی علیہ السلام سے فرمایا: جو میں آپ کو املاء کرا رہا ہوں۔ اسے لکھ لو۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپ ﷺ کو میرے بھول جانے کا اندیشہ ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تیرے بھول جانے کا ڈر نہیں ہے کیونکہ میں نے تیرے لئے اللہ تعالیٰ سے مانگا ہے کہ وہ تمہیں نسیان سے محفوظ رکھے۔ اسے اپنے شریک کاروں کے لئے محفوظ کرو۔

میں نے عرض کیا: میرے شریک کار کون ہیں؟ فرمایا: وہ پیشوا اور آئمہؑ جو تیری اولاد ہیں۔ (17)

حضرت علی علیہ السلام نے "مسکن" (ایک علاقے کا نام) میں اپنے بیانات میں اسی مطلب کی طرف اشارہ فرمایا ہے: جیسا کہ ابوارا کہ نے نقل کیا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ ہم "مسکن" میں علیؑ کے ہمراہ تھے اور اس موضوع پر کہ علی علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار وراثت میں پائی ہے، بحث

کر رہے تھے بعض کہہ رہے تھے ان کو خچر وراثت میں ملا ہے اور بعض کی رائے تھی کہ صحیفہ اور تحریریں تلوار کے قبضے سے آپؑ کو وراثت میں ملی ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت علیؑ باہر تشریف لائے اور ہم اسی موضوع پر گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا:

اللہ کی قسم! اگر مجھے فرصت مل جائے اور طاقت بھی ہو تو تمہارے ساتھ اتنی گفتگو کروں کہ ایک سال گذر جائے اور ایک لفظ کا بھی تکرار نہ کروں۔ قسم بخدا میرے پاس بہت سارے صحیفے ہیں جو رسول خداﷺ اور ان کے اہل بیتؑ کی میراث ہیں۔(18)

حضرت علی علیہ السلام کی کتاب کا نام

بصائر الدرجات اور کافی میں اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "واللہ اِنَّ عندنا الجلدی ماعزوضان اِملاء رسول اللہ ﷺ وخطّ علیّ علیہ السلام واِنَّ عندنا لصحیفة طولها سبعون ذراعاً املاها رسول اللہ ﷺ وخطّها علیّ علیہ السلام بیدہ واِنَّ فیها لجمیع ما یحتاج الیہ حتی اَرش الخدش"

یعنی: "اللہ کی قسم! ہمارے پاس ایسی چیز ہے جس کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ لوگ ہمارے محتاج ہیں ہمارے پاس ایک ایسی کتاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے لکھوائی اور حضرت علی علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھوں سے اُسے تحریر کیا اور ایک صحیفہ ہے جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اس میں ہر حلال اور حرام موجود ہے۔"(19)

ائمہ اہل بیتؑ نے حضرت علی علیہ السلام کی اس کتاب کو جسے "الجامعہ" کہتے ہیں۔ جس میں انہیں رسول خداﷺ نے احکام املاء کروائے۔ چنانچہ اس حوالے سے کافی، وافی اور بصائر الدرجات میں امام صادق علیہ السلام سے چھ احادیث منقول ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

"الجامعہ" ہمارے پاس ہے یہ ایک ایسا صحیفہ ہے جس کی لمبائی ستر (۷۰) ہاتھ اور وہ رسول خداﷺ کے ہاتھ ہیں، اسے آنحضرتﷺ نے اپنی زبان مبارک سے لکھوایا اور علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے اُسے تحریر فرمایا، اس میں ہر حلال اور حرام کا ذکر ہے ہر وہ چیز جس کی لوگوں کو ضرورت ہے۔ یہاں تک کہ ایک خراش کی سزا کیا ہے، اس میں مذکور ہے۔(20)

ایک حدیث میں انہوں نے فرمایا: "چمڑے کے ایک بڑے ٹکڑے پر جو دو کوہان والے اونٹ کی ران کے برابر ہے، لوگوں کی ضرورت کے تمام احکام درج ہیں، کوئی واقعہ ایسا نہیں جس کا ذکر اس میں نہ ہو۔ یہاں تک خراش کا بدلہ کیا ہے۔ وہ بھی مذکور ہے۔"(21)

ایک اور حدیث میں بیان فرمایا:

"الجامعہ" نے کوئی بات نہیں چھوڑی، حلال و حرام کا علم اس میں ہے۔ قیاس کے حامیوں نے قیاس کے ذریعے علم و دانش کو پانے کی کوشش کی ہے، لیکن اس کا نتیجہ علم سے دوری کے سوا کچھ نہیں نکلا۔ کیونکہ دین الٰہی قیاس کے ذریعے حاصل ہونے والا نہیں۔(22)

امام علی علیہ السلام، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، امام سجاد علیہ السلام اور امام باقر علیہ السلام نے علم کی کتب کو کس طرح ایک ہاتھ سے دوسرے میں دیا؟

اس بارے میں بصائر الدرجات میں مؤلف نے اپنی سند کے ذریعے حضرت صادق آل محمدؑ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کتب (علم) حضرت علی علیہ السلام کے پاس تھیں، جب آپؑ کو عراق جانا پڑا تو آپؑ نے ان کتابوں کو حضرت ام سلمہ کے سپرد کیا، جب امام علی علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو یہ کتب امام حسن علیہ السلام کی تحویل میں آگئیں ان کے بعد امام حسین علیہ السلام کے پاس رہیں پھر ان کے بعد امام علی بن حسین علیہ السلام اور پھر میرے والد گرامی امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس تھیں۔(23)

امام علی بن حسینؑ

مناقب ابن شہر آشوب اور بحار الانوار نے اپنی اسناد کے ساتھ امام ابو جعفر الباقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف جانے لگے تو آپؑ نے اپنی وصیت ان کتابوں اور دیگر تبرکات کو زوجہ رسول خدا ﷺ حضرت ام سلمہ کے سپرد کیا اور ان سے فرمایا: جب میرا بڑا بیٹا تمہارے پاس آئے تو جو میں نے آپ کو سپرد کیا ہے اس کے حوالے کر دینا۔ اس کے بعد جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو حضرت علی بن حسین علیہ السلام ام سلمہ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے وہ سب کچھ ان کے حوالے کر دیا جو امام حسین علیہ السلام نے ان کے سپرد کیا تھا۔ (24) ایک ایسی حدیث کافی میں بھی ذکر ہوئی ہے۔ (25)

امام محمد باقرؑ

کافی، اعلام الوریٰ، بصائر الدرجات اور بحار الانوار میں منقول ہے کہ (عبارت کافی کی ہے) عیسیٰ بن عبداللہ نے اپنے والد اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب علی بن حسین علیہ السلام اپنے بستر شہادت پر تھے۔ سب لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے محمد بن علی الباقر علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور ان سے فرمایا:

اے محمد! "اس صندوق کو اپنے گھر میں لے جاؤ" پھر انہوں نے فرمایا: البتہ اس صندوق میں درہم اور دینار نہیں ہیں بلکہ یہ علم سے پُر ہے۔ (26)

ایک اور حدیث میں بصائر الدرجات اور بحار الانوار میں عیسیٰ بن عبداللہ بن عمر نے جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

حضرت علی بن حسین علیہ السلام نے اپنے شہادت سے، پہلے ان کے پاس جو صندوق تھا، اُسے نکالا اور اپنے بیٹے سے فرمایا: اے محمد! اس صندوق کو اٹھالیں" باقی اولاد نے کہا اس میں ہمارا حصہ ہمیں دیں امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس میں تمہارے لئے کوئی چیز نہیں ہے اگر اس میں تمہارے لئے کوئی چیز ہوتی تو والد گرامی میرے سپرد نہ کرتے۔ اس صندوق میں رسول خدا ﷺ کا اسلحہ اور کتب موجود تھیں۔ (27)

امام جعفر صادقؑ

کافی اور بصائر الدرجات میں حمران سے منقول ہے کہ لوگ یہ بات کرتے تھے کہ ایک سیل شدہ صحیفہ حضرت ام سلمہ کے سپرد کیا گیا، میں نے اس بات میں حضرت ابو جعفر الباقر علیہ السلام سے سوال پوچھا: انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو حضور ﷺ کا علم ودانش، اسلحہ اور باقی چیزیں حضرت علی علیہ السلام کو روثے میں ملیں، ان کے بعد یہ چیزیں امام حسن علیہ السلام کو ملیں پھر امام حسین علیہ السلام تک پہنچیں اور جب ہمیں قتل ہونے کا خوف لاحق ہوا تو اسے ہم نے جناب ام سلمہ کے حوالے کر دیا پھر بعد میں ان سے حضرت علی بن حسین علیہ السلام نے حاصل کر لیا۔"

میں نے عرض کیا: ہاں پھر آپؑ کے والد گرامی تک پہنچا اور پھر یہ سلسلہ آپؑ پر ختم ہوا اور آپؑ کے پاس وہ صندوق آگیا۔ امامؑ نے فرمایا: ہاں! (28)

عمر بن ابان سے منقول ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے ایک موضوع کے بارے میں سوال کیا جو لوگوں کے درمیان مشہور تھا کہ ایک صحیفہ جس پر سیل لگی ہوئی تھی، حضرت ام سلمہ کے سپرد کیا گیا" آپؑ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہوئی تو آنحضرت ﷺ کا علم ودانش، اسلحہ اور جو کچھ وہاں موجود تھا وہ سب علی علیہ السلام کو ورثے ملا۔ پھر ان کے بعد یہ سب کچھ امام حسنؑ کو ملا، پھر ان کے بعد امام حسینؑ کے پاس آیا۔ میں نے عرض کیا: پھر علی بن حسین علیہ السلام کو یہ وراثت ملی، ان کے بعد ان کے بیٹے تک منتقل ہوئی اور پھر آپؑ کو یہ ورثہ مل گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے۔" (29)

امام موسی بن جعفر الکاظمؑ

بحارالانوار میں حماد صائغ نے بیان کیا ہے کہ میں نے معضّل بن عمر سے سنا ہے کہ میں امام صادق علیہ السلام سے سوال پوچھ رہا تھا کہ اتنے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تشریف لائے۔امام صادقؑ نے مجھے فرمایا: کیا تم (کتاب علیؑ کے مالک کو دیکھ کر خوش ہوگے؟ میں نے عرض کیا اس سے بڑھ کر خوشی کی بات اور کیا ہوگی؟ انہوں نے فرمایا: یہ شخص (امام موسیٰ کاظمؑ) کتاب علیؑ کا مالک ہے۔(30)

امام علی بن موسیٰ الرضاؑ

علی بن یقطین سے منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے فرمایا:

"اے علی! (اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) یہ شخص (امام علی رضاؑ) میرا داناترین بیٹا ہے۔میں نے اپنی کتابوں کو اسے ہدیہ کر دیا ہے۔"

ایک اور روایت میں علی بن یقطین سے مروی ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپؑ فرمارہے تھے:

" میرا بیٹا علیؑ، میرے تمام بیٹوں کا سردار ہے میں نے اپنی کتابیں اُس کے سپرد کردی ہیں"(31)

ائمہ ہدیٰ علیہ السلام کا "الجامعہ" کی طرف رجوع کرنا

ا۔امام علی بن الحسینؑ

سب سے پہلے فرد جنہوں نے براہ راست "جامعہ علیؑ" سے روایت نقل کی ہے امام زین العابدین علی بن حسین علیہ السلام ہیں۔چنانچہ کافی، من لایحضرہ الفقیہ، تہذیب، معانی الاخبار اور وسائل الشیعہ میں آیا ہے۔(حدیث کے الفاظ کافی کے ہیں) ابان سے منقول ہے کہ امام علی بن حسین علیہ السلام سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے مال میں چیز (شیئ) کی وصیت کی تھی۔آپؑ نے جواب میں فرمایا: کتاب علیؑ میں شیئ چھٹا حصہ ہے۔(32)

۲۔امام باقرؑ

امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد امام باقر علیہ السلام نے "جامعہ" سے روایت بیان کی ہے۔خصال وعقاب الاعمال اور وسائل الشیعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: کتاب علیؑ میں تین خصوصیات اور خصلتوں کا ذکر کیا گیا ہے جس میں وہ پائی جائیں وہ ان کا برا انجام دیکھے بغیر نہیں مرتا۔ ظلم وستم، قطع رحمی اور جھوٹی قسم، جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کو مقابلے اور جنگ کی دعوت دیتا ہے۔(33)

اسی طرح امام باقر علیہ السلام نے "کتاب علیؑ" سے باپ اور بیٹے کے مال لینے اور بیٹے کی کنیز سے مباشرت کرنے کے بارے بھی بیان کیا ہے۔(34) شادی کے موقع پر عورت کے عیب چھپانے کے بارے میں بھی اسی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔(35) اور جھوٹی قسم کے متعلق بھی۔(36) محرم کے شکار کرنے کے بارے میں حکم کے متعلق بھی فرمایا کہ یہ امیر المومنینؑ کی کتاب میں ہے۔(37)مزید فرمایا: اللہ تعالیٰ پر حسن ظن اور حسن خلق کے واجب ہونے کی بات بھی، کتاب علیؑ میں ہے۔(38)

گونگے شخص کی زبان کاٹنے کا حکم(39) جس نے زمین آباد کی ہو اور پھر اُسے چھوڑ دیا ہو، اس کا حکم (40) زکواۃ نہ دینے کا اثر (41) دانتوں کی دیت (42) انہوں نے ان سب کو کتاب علیؑ کے حوالے بیان فرمایا:

علی بن حسین علیہ السلام کے آزاد شدہ (مولی) غلام یعقوب بن میثم تمار امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں نے والد کی کتاب میں دیکھا ہے کہ علی علیہ السلام نے میرے باپ سے فرمایا: اے میثم! آل محمد علیہم السلام کے دوست کو دوست رکھو۔۔۔یہاں تک کہ فرمایا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے اس حدیث کو اصلی کتاب میں دیکھا جائے)۔۔۔"

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ بات ہمارے پاس "کتاب علیؑ" میں اسی طرح ذکر ہے۔(43)
امام صادق علیہ السلام نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:
"میں نے "کتاب علیؑ" میں پڑھا ہے کہ رسول خداﷺ نے مہاجرین اور انصار اور اہل مدینے میں جو ان سے ملحق تھے، کے درمیان عہد و پیمان باندھا۔۔۔" (44)

۳۔ امام صادقؑ

امام صادق علیہ السلام نے درج ذیل احکامات کو "جامعہ علیؑ" سے بیان فرمایا ہے:
رویت ہلال کے ذریعے چاند کا ثابت ہونا (45) ظہر کی نماز کا وقت فضیلت (46)، مخالفین (غیر شیعہ) کے ساتھ نماز جمعہ بجا لانا (47)، بلی کے جھوٹے کا حکم (48)، محرم اگر مر جائے تو اس کا حکم، اس بارے میں تین احادیث ہیں (49)، طیلسان کے پہننے کے بارے میں (50)، محرم کے لئے بٹن والے لباس کا حکم (دو حدیث) (51) قطات کو مارنے کا کفارہ (2 حدیث) (52)، قطات کے انڈوں کے کفارے کا حکم تین حدیث (53) طواف میں اضافی چکر (شوط) کا حکم (54) عمرہ مفردہ کے متعلق (55) گناہان کبیرہ کی تعداد دو حدیث (56) اور جن مچھلیوں کا گوشت کھانا حرام ہے ان کی اقسام (چھ حدیث)۔(57)

ائمہ اطہارؑ کے وہ اصحاب جنہوں نے "کتاب علیؑ" کو دیکھا ہے

1. ابو بصیر سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے ایک صحیفہ دکھایا جس میں حلال و حرام اور میراث کے احکامات موجود تھے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ رسول خداﷺ کا لکھوایا ہوا ہے اور حضرت علیؑ کے ہاتھوں لکھا ہوا ہے۔ میں نے سوال پوچھا کیا یہ بوسیدہ نہیں ہوتا؟ انہوں نے جواب دیا کونسی چیز۔ اسے بوسیدہ کرے گی؟ میں نے کہا: کیا یہ پرانا نہیں ہوتا؟ جواب دیا: کیا چیز اسے پرانا کرے گی؟ انہوں نے مزید فرمایا: یہ "جامعہ" ہے یا "جامعہ" کا حصہ ہے۔(58)
2. دو اسناد سے محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے "کتاب علیؑ" سے میرے لئے کچھ پڑھا، اس میں یہ مطلب تھا: میں تمہیں جرّی (حرام مچھلی کی ایک قسم) زمیر، سانپ مچھلی، طافی (جو پانی میں مر جائے اور پانی پر تیرنے لگے) اور طحال کے کھانے سے منع کرتا ہوں۔
راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول اللہﷺ! "یرحمکَ اللہ" میں چھلکے کے بغیر والی مچھلی لے آؤں گا۔ آپؑ نے فرمایا: "چھلکے والی مچھلی سے استفادہ کرو اور بغیر چھلکے والی مچھلی سے اجتناب کرو۔" اس سے پہلے امام صادق علیہ السلام سے متعدد اسناد کے ذریعے چھ احادیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ان سب میں یہی حکم "کتاب علیؑ" سے نقل کیا گیا ہے اور ان کے ماخذ کو حرام مچھلیوں کے عنوان کے تحت ذکر کیا گیا تھا۔(59)
3. مذکورہ ماخذ میں ابو بصیر نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا آپؑ نے "جامعہ" طلب کیا اور اس میں دیکھا اس میں یہ مطلب موجود تھا: جو عورت مر جائے اور اس کا اپنے شوہر کے علاوہ کوئی اور وارث نہ ہو تو اس کا تمام مال اس کے شوہر کا ہوگا۔" (60)
4. عبدالملک بن اعین سے منقول ہے کہ اس نے کہا: امام باقر علیہ السلام نے کتاب علیؑ کا کچھ حصہ مجھے دکھایا۔(61)
5. اسی طرح بصائر الدرجات میں عبدالملک سے ہی مروی ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے اپنے بیٹے جعفرؑ سے کتاب علیؑ مانگی، وہ ان کے پاس لے آئے وہ مرد کی ران کی طرح لپٹی ہوئی تھی۔ اور اس میں۔۔۔(62)
6. کافی اور تہذیب میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ میں نے ایک صحیفہ کو دیکھا جس میں دیکھتے تھے۔۔۔

7. ایک اور روایت میں محمد بن مسلم کہتے ہیں: ابو عبداللہ (امام صادقؑ) نے میراث والا صحیفہ کھولا پہلی چیز جو میں نے اس میں دیکھی وہ بھائی اور دادا کی وراثت تھی۔۔۔(63)

8. محمد بن مسلم کہتے ہیں۔ ابو جعفر باقر علیہ السلام نے میرے سامنے صحیفہ میراث کو پڑھا جو رسول اللہ ﷺ نے لکھوایا اور علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے اُسے لکھا۔ اس میں، میں نے یہ مسئلہ پایا۔ اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کی ایک بیٹی اور ماں پیچھے رہ جائے تو اس کی بیٹی آدھا مال لے گی۔۔۔(یہ حدیث طولانی ہے) (64)

بنابراایں جو کچھ احادیث میں بیان ہوا ہے، جن میں بعض کو یہاں پر ذکر کیا گیا ہے، سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام اپنے اقوال اور روایات کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی طرف دیتے تھے اور آپ ﷺ کے اقوال سے ہی باتیں نقل کرتے تھے جن کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے: وماینطق عن الھوی ان ھو الاّ وحی یوحی۔(65)

اسی بناپر ہم کہتے کہ اہل بیتؑ کی احادیث کی سند ایک ہے ان کی حدیث ایک ہی حدیث ہے اور ان کی بات ایک ہے۔ اس لئے امام باقر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا تھا جب اس نے یہ عرض کیا تھا کہ جب آپؑ حدیث بیان کریں تو مکمل سند کے ساتھ فرمائیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد گرامی نے رسول خدا ﷺ سے انہوں نے جبرئیل علیہ السلام سے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے۔ اور جو کچھ میں تم سے بیان کروں اس کی سند یہی ہے۔(66)

اسی دلیل کی بناء پر امام جعفر صادق علیہ السلام نے جیسا کہ ان کے بہت سارے شاگردوں نے نقل کیا ہے، فرمایا ہے: میرا قول میرے والد کا قول ہے، میرے والد کا قول ہے میرے دادا کا قول ہے، میرے دادا کا قول امام حسینؑ کا قول ہے، حسینؑ کا قول، حسنؑ کا قول ہے، حسنؑ کا قول، امیر المومنین علیؑ کا قول ہے، امیر المومنینؑ کا قول رسول اللہ ﷺ کا قول ہے، رسول اللہ کا قول، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا قول ہے۔(67)

اسی لئے جب حفص بن بختری نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپؑ سے حدیث سنتا ہوں مجھے نہیں معلوم ہی آپؑ کی حدیث ہے یا آپؑ کے آباء طاہرینؑ کی۔ اس کے جواب میں امام علیہ السلام نے فرمایا: جو حدیث آپ مجھ سے سنیں اُسے میرے والد سے نقل کریں اور جو میرے والد سے سنی ہے اسے رسول خدا ﷺ سے نقل کرو۔(68)

اسی طرح ائمہ اہل بیت علیہم السلام اس "جامعہ" سے احادیث بیان کرتے تھے، جسے رسول اللہ ﷺ نے لکھوایا اور علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے اُسے لکھا تھا۔

یہیں پر ہم اس نکتہ کو پھر یاد دلاتے ہیں کہ احادیث کی کتب اربعہ الکافی، من لایحضرہ الفقیہ، استبصار اور تہذیب کے مؤلفین نے ان کتب کی احادیث کو اصول اور احادیث کے مدون چھوٹے چھوٹے کتابچوں سے حاصل کیا ہے۔ اور احادیث کے ان چھوٹے کتابچوں کے مدونین نے ان احادیث اور روایات کو ائمہ اہل بیتؑ سے سنا تھا۔ اور مقالے کی ابتداء میں ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ ائمہ اہل بیتؑ اپنی رائے اور اپنی طرف سے کوئی بات کرنے سے اجتناب کرتے تھے اور احکام کو بیان کرنے میں صرف "جامعہ" امام علیؑ سے نقل کرتے تھے۔

ان سب باتوں کے باوجود شیعہ فقہا قرآن کے علاوہ کسی کتاب کے مکمل صحیح ہونے کے قائل نہیں ہیں وہ ہر حدیث کی کتاب میں موجود حدیث کی سند اور متن کی تحقیق کرتے ہیں اور اپنی تحقیقات کو بطور نتیجہ دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں۔ مثلاً فقہا کے نزدیک، کافی، معروف ترین کتاب حدیث ہے۔ اس کی تمام احادیث پر انہوں نے تحقیق اور چھان بین کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی کل 16199 احادیث ہیں ان میں سے 5072 احادیث صحیح ہیں، 144 حسن ہیں، 1118 موثق حدیث میں اور 312 قوی حدیث ہیں اس کے علاوہ 9485 ضعیف احادیث ہیں، ان کی مجموعی تعداد 16121 بنتی ہے۔

تدوین روایات میں اس تقسیم کا تعلق علامہ حلی (م: 726) کے زمانے سے راویوں کے درجے اور مرتبہ کے مشہور معیار سے ہے اور پھر اس زمانے کے علماء کی راویوں کے حالات سے معرفت اور آگاہی پر اس کا انحصار ہے۔ اس طرح مکتب اہل بیتؑ کے مدارس علمیہ نے تحقیق اور چھان بین کا دروازہ ایک دن کے لئے بھی بند نہیں کیا، بلکہ تمام ادوار میں حدیث کے میدان میں اپنی نتیجہ بخش کوششوں کو دو جہات سے جاری وساری رکھا:

1) احادیث اور روائی نصوص جو کہ احکام کو بیان کرنے والی ہیں، ان کو تحریری صورت میں لا کر محفوظ کیا گیا ہے۔

2) احادیث کی سند، متون، منطوق اور مدلول میں علمی بحثوں کو رواج دینے میں سعی و کوشش کی گئی ہے۔

اور آخر کار کتاب وسنت کی نصوص سے جو نتائج حاصل ہوئے ان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور کتاب وسنت کے مقابلے پر اجتہاد نہیں کیا۔ مذکورہ باتوں سے مجموعی طور پر شیعہ کی نظر میں سنت کا مقام اور مرتبہ واضح ہو جاتا ہے۔

حوالہ جات

---

1 ۔ سورۂ حشر، آیت ۷

2 ۔ اصل کی تعریف کے لئے، الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ ۲/۲۵ ۱۶۷ کی طرف رجوع کیجئے۔

3 ۔ کلینی، اصول کافی، مطبوعہ تہران، سال ۱۳۷۵ھ، ج ا ص ۸، ملا محسن فیض کاشانی (م: ۱۰۹۱ھ)، وافی، طبع ۱۳۲۴ھ، ج ا، ص ۵۹۔

4 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات (م: ۲۹۰ھ طبع ۱۲۸۵ھ، ص ۳۰۱۔

5 ۔ شرح حدیث، از مرآۃ العقول محمد باقر مجلسی (م: ۱۱۱۱ھ)۔

6 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۳۰۱ ح: ا

7 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص: ۲۹۹۔

8 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص: ۲۹۹ ح: ا و ص ۳۰۰ ح: ۴، ۶

9 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ۲۹۹ ح: ۲۔

10 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۳۰۱، ۳۰۰ ح: ۵، ۷، ۱۰۔

11 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۲۹۰ "باب فی امیر المؤمنین، ان النبی ص علّمہ العلم"؛ وسائل حرّ عاملی طبع ۱۳۲۳ھ ج ۳ ص ۳۹۱ ح: ۱۹. مستدرک الوسائل مطبوعہ ۱۳۲۱ھ، ج ۳، ص ۱۹۲ ح: ۲۸ بحوالہ تفسیر عیاشی۔

12 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۲۹۱، ۲۹۰ ح: ۳، ۹ ۔

13 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص: ۱۹۸ ح: ۳

14 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص: ۱۹۷ ح: ۴

15 ۔ طبقات ابن سعد، در حالات امام علی، مطبوعہ یورپ ۲/۲/۱۰۱، وپہلی حدیث کو احمد بن حنبل نے اپنی کتاب کے قلمی نسخے (فضائل علی بن ابی طالب) میں ذکر کیا ہے۔

16 ۔ یہ تینوں روایات سنن نسائی (کتاب السہو) باب التنحنح فی الصلاۃ ج ا، ص ۱۷۸، مطبوعہ بیروت ج ۳، ص ۱۲۔ روایت سوم: سنن ابن ماجہ کتاب الادب، باب الاستیذان ص ۱۲۲۱ ح: ۳۷۰۸ ۱ ہے. روایت اول: مسند احمد ج ا، ص ۸۵ ح: ۶۴۷ و دوّم: مسند ج ا، ص ۱۰۷ ح: اور روایت سوم: مسند ج ا ص ۸۰ ح: ۶۰۸. البتہ بخاری نے ابتدائے حدیث کو حذف کر دیا ہے۔

17 ۔ امالی شیخ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی (م: ۴۶۰ھ) مطبوعہ مطبعۃ النعمان نجف اشرف ۱۳۴۷ھ، ح ۲ ص ۵۶۔ اور بصائر الدرجات ص ۱۶۷، از ابی الطفیل از ابو جعفر۔

18 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۱۴۹ ۔

19 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۱۴۹ ح: ۱۴ و ص ۱۵۴ ح: ۷ و ص ۱۴۲ ح: ۱، و اصول کافی ج ۱، ص ۲۴۱۔

20 ۔ اصول کافی ج ۱، ص ۲۳۹ ح: ۱، بصائر الدرجات ص ۱۵۲، ۱۵۱۔ وافی، ج ۲ ص ۱۳۵

21 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص 142 و 149 تا: (عرض الأدیم).

22 ۔ کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی ج ۱، ص ۵۷ ح: ۱۴، بصائر الدرجات ص ۱۴۶ و ۱۴۹ ، ۱۵۰۔ وافی ج ۱، ص ۵۸

23 ۔ بصائر الدرجات ص ۱۶۲

24 ۔ مناقب ابن شہر آشوب ج ۴ ص ۱۷۲، بحار، ج ۴۶ ص ۱۸ ح ۳۔

25 ۔ اصول کافی ج ۱، ص ۳۰۴۔ إعلام الوری ص ۱۵۲. بحار ج ۴۶ ص ۱۶، مناقب ابن شہر آشوب ج ۴، ص ۱۷۲۔

26 ۔ اصول کافی ج ۱ ص ۳۰۵ ح: ۲. اعلام الوری ص ۲۶۰. بصائر الدرجات باب ۱ ص ۴۴. بحار ج ۴۶ ص ۲۹۹ ح: ۱.
وافی ج ۲ ص ۸۳

27 ۔ کافی ج ۱ ص ۳۰۵ ح: ۱ ، وافی ج ۲ ص ۸۲ ج ۴ باب ۴ ، ص ۱۶۵، اعلام الوری ص ۲۶۰، بحار، ج ۴۶ ص ۲۹۹

28 ۔ کافی کتاب الحجۃ ج ۳ ص ۸۴، وافی ج ۲ ص ۱۳۳، بصائر الدرجات ص ۱۷۷ و ۱۸۶

29 ۔ کافی ج ۳ ص ۸۴، بصائر الدرجات ص ۱۷۴، ۱۸۴ ، کافی ج ۲، ص ۱۳۳

30 ۔ مجلسی، محمد باقر، بحار ج ۴۸، ص ۲۲ ح: ۳۴

31 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۱۶۴ ح: ۷، ۹، ۸ وافی ج ۲، ص ۸۶

32 ۔ فروع کافی ج ۷ ص ۴۰ ح: ۱ باب: من اوصی بشی من مالہ. من لایحضرہ الفقیہ ج ۴ ص ۱۵۱، معانی الأخبار ص ۲۱۷۔

33 ۔ شیخ صدوق؛ خصال، ص ۱۳۴، عقاب الاعمال ص ۲۶۱، وسائل ج ۱۶ ص ۱۱۹

34 ۔ فروع کافی ج ۴ ص ۱۳۶، ۱۳۵، استبصار ج ۲ ص ۴۸ وسائل ج ۱۲ ص ۱۹۵، ۱۹۴۔

35 ۔ حکم تدلیس عیب زن، در تہذیب ج ۷ ص ۴۳۳. وسائل ج ۱۴ ص ۵۹۷

36 ۔ اثر قسم دروغ، فروع کافی ج ۷ ص ۴۳۶، عقاب الاعمال از شیخ صدوق ص ۲۷۱، ۲۷۰. خصال ص ۱۲۴، وسائل ج ۱۶ ص ۱۲۲۔

37 ۔ حکم صید مُحرم، در فروع کافی ج ۴، ص ۳۹۰ ح: ۹۔

38 ۔ حُسنِ ظن بہ خدا، در اصول کافی ج ۲ ص ۷۲، ۷۱. وسائل ج ۱۱ ص ۱۸۱ ح: ۲۰۳۵۳

39 ۔ گونگے کی زبان کاٹنے کا حکم، در فروع کافی ج ۷ ص ۳۱۸ و من لایحضرہ الفقیہ ج ۴ ص ۱۱۱ ۔

40 ۔ حکمِ آبادانی زمین موات، در فروع کافی ج ۵ ص ۲۷۹. تہذیب ج ۷، ص ۱۵۳. وسائل ج ۱۷ ص ۳۲۹ ح: ۳۲۲۳

41 ۔ زکات نہ دینے کا اثر، فروع کافی ج ۳، ص ۵۰۵ ح: ۱۷. وسائل ج ۶ ص ۱۳، ۱۴

42 ۔ دانتوں کی دیت، در کافی ج ۷ ص ۳۲۹. من لایحضرہ الفقیہ ج ۴ ص ۱۰۴. تہذیب ج ۱۰ ص ۲۵۴. واستبصار ج ۴ ص ۲۸۸. وسائل ج ۱۹ ص ۲۶۲، ح: ۳۵۷۱۵

43 ۔ روایت ابن میثم در مجالس شیخ طوسی مطبوعہ نجف ص ۲۵۸. وسائل ج ۱۱ ص ۴۴۴ ح: ۲۱۲۹۹

44 ۔ مہاجرین و انصار کے درمیان عہد نامہ لکھنے کی روایت، اصول کافی ج ۲، ص ۶۶۶. فروع کافی ج ۱ ص ۳۳۶، و ج ۴ ص ۳۱، ۳۰ در کتاب جہاد. وسائل ج ۸ ص ۴۷۸
ح: ۱۵۸۴۲ ، ج ۱۱ ص ۵۰

45 ۔ شیخ طوسی، استبصار ج ۳ ص، ۶۴ وسائل ج ۷ ص ۱۸۴ ح: ۱۳۳۵۲

46 ۔ وقت فضیلت ظہر، استبصار ج ۱ ص ۲۵۱، تہذیب ج ۲ ص ۲۳، وسائل ج ۳ ص ۱۰۵ ح: ۴۷۵۲ و ۱۰۷ ۔

47 ۔ اہل سنت کے ساتھ نماز جمعہ بجالانا، در تہذیب ج ۳ ص ۲۸، وسائل ج ۵ ص ۴۴ ح: ۱۹۵۵۰

48 ۔ بلی کا کھایا ہوا، فروع کافی ج ۱ ص ۹ ح: ۴، تہذیب ج ۱ ص ۲۷۷ وسائل ج ۱ ص ۱۶۴ ح: ۵۸۰

49 ۔ فوت ہو جانے والے محرم کا حکم، فروع کافی ج ۴ ص ۳۶۸ ح: ۳، وسائل ج ۲ ص ۶۹۷، ۶۹۶ ح: ۲۷۵۹ و ۲۷۶۱ و ۲۷۶۶

50 ۔ طیلسان، ایک لمبے قسم کا خاص لباس کہ جو آجکل الجزایر و مغرب (تیونس) میں رائج ہے۔

51 ۔ حکم مُحرم، در پوشیدن طیلسان، فروع کافی ج ۴ ص ۳۰۴ ح: ۷ و ۸. و من لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۲۱۷. و علل الشرایع ج ۲ ص ۹۴. وسائل ج ۹ ص ۱۱۹ ح: ۱۶۸۲۲ و ۱۶۸۲۳۔

52 ۔ مُحرم کی طرف سے تیر پھینکنے کا کفارہ، در فروع کافی ج ۴ ص ۳۹۰ و تہذیب ج ۵ ص ۴۴ ح: ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱

53 ۔ محرم کے لئے تخم قطات کا کفارہ، فروع کافی ج ۴ ص ۹۳۰، استبصار ج ۲ ص ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴، و تہذیب ج ۵، ص ۳۵۵ و ۳۵۷، وسائل ج ۹ ص ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ ح: ۱۷۲۲۳، ۱۷۲۲۵، ۱۷۲۲۹

54 ۔ طواف میں حکم شوطِ اضافہ، استبصار ج ۲ ص ۲۴۸، سرائر ص ۴۶۴، وسائل ج ۹ ص ۴۳۸ و ۴۳۹ ح: ۱۷۹۷۴ ۔

55 ۔ حکم عمرہ مفردہ، فروع کافی ج ۴، ص ۵۳۴ ح: ۲، وسائل ج ۱۰ ص ۲۴۴ ح: ۱۹۲۷۵

56 ۔ تعداد گناہان کبیرہ، اصول کافی ج ۲، ص ۲۷۹، ۲۸۷، وسائل ج ۱۱ ص ۲۵۴ ح: ۲۰۶۳۱ خصال ج ۱، ص ۲۷۳؛ علل الشرایع ج ۲، ص ۱۶۰۔

57 ۔ مچھلی کی بعض اقسام کی حرمت، در کافی ج ۶، ص ۲۲۰، تہذیب ج ۹ ص ۲، ۴، ۵، 6۶، استبصار ج ۴، ص ۵۹، وسائل ج ۱۶، ص ۳۳۴، ۳۳۵، بحار ج ۱۰ ص ۲۵۴۔

58 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۱۴۴۔

59 ۔ ”وہ مچھلی جسکا کھانا حرام ہے“، فروع کافی، ج ۶، ص ۲۱۹، وسائل ج ۱۶ ص ۳۳۲ و ۴۰۰ ح: ۳۰۱۵۷

60 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۱۴۵۔

61 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۱۶۲

62 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ص ۱۶۵ ح: ۱۴. وسائل ج ۱۷ ص ۵۲۲ ح: ۳۲۸۳۶

63 ۔ الصفار, محمد بن حسن, بصائر الدرجات ج ۷ ص ۱۱۳، تہذیب ج ۹ ص ۳۰۸. وسائل ج ۱۷ ص ۴۸۷ و ص ۴۸۶ ح: ۳۲۷۰۲

64 ۔ کلینی، کافی، باب میراث فرزند با پدر و مادر، ج ۷ ص ۹۳. من لایحضرہ الفقیہ ج ۴، ص ۱۹۲، تہذیب ج ۹، ص ۲۷۰

65 ۔ سورۂ نجم، آیت ۴

66 ۔ مفید، امالی شیخ مفید ص ۲۶

67 ۔ کلینی، کافی، ج ۱، ص ۵۳، ارشاد مفید، ص ۲۵۷۔

68 ۔ عاملی، شیخ حر، وسائل ج ۳، ص ۳۸۰ ح: ۸۶۔